132976-عقد نکاح کے بعد اللہ کی وجود میں شک کیا تو کیا تجدید نکاح لازمی ہے ؟

سوال

مجھے علم ہے کہ خالق کے وجود میں شک کرنا دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے ، ماضی میں مجھے مشکل حالات سے گزرنا پڑا ان ایام میں شیطان مجھ پر حاوی ہو گیا اور میں نے اپنے آپ کو شبہات کے سپرد کر دیا، حتی کہ ایک یا دو روز تو اللہ خالق الملک کے وجود اور الحاد میں سوچ و بچار کرتا رہا، اور مجھے شک ہوا، اب میں اس عمل سے توبہ کرتا ہوں اور اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ مجھے معاف فرمائیگا، اس کے بعد میں نے کلمہ بھی پڑھ لیا لیکن غسل نہیں کیا تھا.

اب شیطان مجھے دو قسم کے وسوسے ڈال رہا ہے : پہلا یہ کہ کلمہ پڑھنے سے قبل میں نے غسل نہیں کیا تھا.

اور دوسرا یہ کہ : اس وقت میں نے عقد نکاح کیا تھا، لیکن کلمہ پڑھنے کے بعد عقد نکاح کی تجدید نہیں کی، کیا میرے اس عمل سے نکاح فسخ تو نہیں ہوا، اور کیا مجھے تجدید نکاح کرنا ہو گا ؟

پسندیدہ جواب

اول :

اللہ خالق کے وجود میں شک کرنا کفر اور دین اسلام سے ارتداد ہے، لیکن اگر یہ عارضی وسوسہ ہو اور دل میں گھر نہ کرے بلکہ انسان اسے دور کرنے کی کوشش کرے اور ناپسند کرتا ہو تو پھر ایسا نہیں، اس کا تفصیلی بیان سوال نمبر (131277) کے جواب میں گزر چکا ہے.

لیکن سائل کا یہ کہنا کہ : شک مجھ پر سوار ہو گیا یہ اس کے مرتد ہونے کی دلیل ہے، اللہ اس سے محفوظ رکھے.

اور جب وہ توبہ کر کے دین اسلام میں واپس پلٹ آیا ہے تو ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اس کی توبہ قبول فرمائے، اور اس کے گناہ معاف کر دے، اللہ سبحانہ و تعالی توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول فرماتا ہے، اور بخشش طلب کرنے والوں کے گناہ بخشنے والا ہے.

جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

{اور بے شک میں یقینا اس کو بہت بخشنے والا ہوں جو توبہ کرے اور ایمان لائے، اور نیک عمل کرے، پھر سیدھے راستے پر چلے}.طہ (82).

اور ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالی ہے :

{ان لوگوں سے کہہ دیجئے جنہوں نے کفر کیا، اگر وہ باز آ جائیں تو جو کچھ گزر چکا انہیں بخش دیا جائیگا}.الانفال (38).

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہ کو فرمایا تھا :

"کیا تمہیں علم نہیں کہ اسلام اپنے سے پہلے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے"

صحیح مسلم حدیث نمبر(121) مسند احمد حدیث نمبر(17372).

دوم :

اگر آپ نے شک کے عرصہ میں عقد نکاح کیا تھا تو آپ کے لیے تجدید نکاح لازم ہے؛ کیونکہ کافر یا مرتد شخص کا کسی مسلمان عورت سے نکاح جائز نہیں، لیکن اگر عقد نکاح کے بعد شک ہوا ہو تو اس میں درج ذیل تفصیل ہے :

ا اگر دخول و رخصتی سے قبل تھا تو نکاح فسخ ہو گیا اور آپ کے لیے تجدید نکاح لازم ہے، اور اسے طلاق شمار نہیں کیا جائیگا، بلکہ یہ فسخ نکاح ہے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" جب خاوند اور بیوی میں دخول سے قبل کوئی ایک مرتد ہو جائے تو عام اہل علم کے قول کے مطابق نکاح فسخ ہو جائیگا " انتہی مختصرا

دیکھیں : المغنی (133/7).

ب اور اگر رخصتی و دخول کے بعد شک پیدا ہوا تو عدت پوری ہونے تک علیحدگی متوقف ہوگی، لہذا اگر توبہ کر کے دین اسلام میں داخل ہو جائے تو نکاح باقی رہے گا، لیکن اگر دین اسلام میں واپس آنے سے قبل عدت ختم ہو جائے تو پھر نکاح فسخ ہو جائیگا، حنابلہ اور شافعیہ کا مسلک یہی ہے.

اور باقی فقہاء کے ہاں مرتد ہوتے ہی نکاح فسخ ہو جائیگا.

اور تیسرا قول یہ ہے کہ : عدت ختم ہونے کے بعد عورت اپنے آپ کی مالک ہے، اسے کسی دوسرے سے نکاح کرنے کا حق حاصل ہے، اور اسے صبر کرتے ہوئے انتظار کا بھی حق ہے کہ ہو سکتا ہے وہ اسلام قبول کر لے، اور اس طرح وہ پہلے نکاح سے ہی اس کے پاس جا سکتی ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم نے یہی قول اختیار کیا ہے، اور معاصر علماء کرام میں سے شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے اسے راجح قرار دیا ہے.

مزید تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر (21690) کے جواب کا مطالعہ کریں.

اگر حیض والی عورت ہو تو اس کی عدت تین حیض ہے.

عقد نکاح کا طریقہ یہ ہے کہ : عورت کا ولی دو گواہوں کی موجودگی میں کہے : میں نے اپنی فلاں بیٹی یا بہن کا نکاح تیرے ساتھ کیا، اور آپ کہیں : میں نے قبول کیا.

سوم :

کافر کے اسلام قبول کرنے کے بعد غسل کے وجوب میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے، اور احتیاط اسی میں ہے کہ غسل کرے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" جب کافر مسلمان ہو جائے تو اس پر غسل کرنا واجب ہے، چاہے اصلی کافر ہو یا مرتد ہوا ہو، اسلام قبول کرنے سے قبل غسل کیا ہو یا غسل نہ کیا ہو، کفر کے عرصہ میں کوئی ایسی چیز پائی گئی ہو جس سے غسل واجب ہوتا ہے یا نہ پائی گئی ہو، امام مالک اور ابو ثور اور ابن منذر کا یہی مسلک ہے... لیکن ابو حنیفہ رحمہ اللہ اس پر کسی بھی حالت میں غسل واجب نہیں کرتے..

ہماری دلیل قیس بن عاصم رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث ہے، میں نبی کریم صلی اللہ علیہ کے پاس آیا اور میں اسلام قبول کرنا چاہتا تھا، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پانی اور بیری کے ساتھ غسل کرنے کا حکم دیا"

اسے ابوداود اور نسائی نے روایت کیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہاں حکم دینا یعنی امر وجوب کا تقاضا کرتا ہے" انتہی

دیکھیں: المغنی (132/1).

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"احوط یہی ہے کہ غسل کرے؛ کیونکہ اگر وہ غسل کر کے نماز ادا کرے تو سب اقوال کے مطابق اس کی نماز صحیح ہے، لیکن اگر وہ بغیر غسل کیے نماز ادا کرے تو اس کی نماز صحیح ہونے میں اہل علم کا اختلاف ہے"

الشرح الممتع (342/2).

اس بنا پر احتیاط اسی میں ہے کہ آپ غسل کر کے کلمہ پڑھیں، اور نکاح کے مسئلہ میں ہم نے جو تفصیل بیان کی ہے آپ اس پر عمل کریں.

واللہ اعلم.